Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.76, 2009, pp 81 - 90

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، جولائی۔ستمبر ۲۰۰۹ء، شمارہ ۷۶

سبک ہندی کی فارسی غزل، نمایاں خصوصیات

ڈاکٹر محمد صابر ☆

Abstract:

The classical Persian poetry is divided into three major poetic styles named: Khorasani, Iraqi and Hindi. Ghazal got more attention of the poets and literary people during Saljuqi and Mongol periods but became the most desireable poetic version Timurids reign. Sa'di and then Hafiz took the Ghazal to new heights but it was Hindi or Indian style Persian poetry which introduced new trends in Ghazal. In this article Indian style Persian Ghazal has been critically evaluated.

Key words: Persian Ghazal, Indian style, Importance.

تہران یونیورسٹی کے فاضل استاد جناب ڈاکٹر غلام رضا ستودہ نے اپنے تحقیقی مقالہ بعنوان ''سبک سخنوری فارسی عصر صفوی راچہ بنامیم'' میں صفوی عہد (۹۰۷-۱۱۳۵ق) کے شعرا کے سبک کو ایرانی اور غیر ایرانی محققین کے حوالے سے چار گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۱) بعض اسے سبکِ ہندی کہتے ہیں۔

(۲) بعض اسے سبکِ اصفہانی کہہ کر پکارتے ہیں۔

(۳) بعض سبکِ ہندی یا سبکِ اصفہانی کے علاوہ کوئی اور نام دیتے ہیں۔

(۴) بعض محققین اڑھائی سو سالہ عرصہ کی شاعری کے سبک کو ایک نام دنیا کافی نہیں سمجھتے۔

لیکن ان کے مطابق فارسی زبان کے عہد حاضر اور عہد قدیم کے بہت سے محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اس سبک کو سبک ہندی کہنا چاہیے(۱)۔ کیونکہ اس سبک کو سبکِ ہندی کہنے کی اہم وجوہات یہ ہیں کہ اس کا آغاز و انجام اور تحول و ارتقا برصغیر ہی میں ہوا اور اس سبک میں جن اہم اور نامور شعرا نے شاعری کی ان میں سے بیشتر کا تعلق برصغیر ہی سے تھا۔ خواہ وہ برصغیر سے تھے یا مہاجرت کر کے یہاں آئے۔ اس کے علاوہ نہ صرف برصغیر بلکہ ایرانی شعرا نے بھی اسی سبک میں شاعری کی۔ سبکِ ہندی کے شعرا میں ایک گروہ ایسا تھا جو فارسی زبان تھے لیکن کبھی بھی ایران نہیں گئے اور دوسرا گروہ ایسا بھی تھا جو ایران سے ہجرت کر کے برصغیر آیا۔(۲)

سبک ہندی کے بارے میں مختلف محققین نے الگ الگ آراء دی ہیں، لیکن عام رائے یہ ہے کہ نویں صدی ہجری میں تحول و ارتقا کی بنا پر سبک ہندی کا آغاز ہوا۔ براؤن، ذبیح اللہ صفا، حسین خطیبی اور چند دیگر محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اس سبک کا آغاز مولانا عبدالرحمٰن جامی (۸۱۷-۸۹۸ق) کے بعد سے ہوتا ہے اور یہ سبک بارہویں صدی ہجری میں اپنے عروج پر تھا۔ لیکن بعض محققین امیر خسرو دہلوی (۶۵۱-۷۲۵ق) جو فارسی زبان کے معروف شاعر تھے۔ جن کا تعلق خلجی اور تغلق عہد سے تھا کو سبکِ ہندی کا بانی قرار دیتے ہیں۔ اس عظیم شاعر نے فارسی زبان کی تمام اصناف سخن میں شعر کہے۔ اگرچہ اس نے غزل میں سعدی شیرازی، قصیدہ میں کمال الدین اسمٰعیل اور مثنوی میں حکیم نظامی گنجوی کی پیروی کی ہے۔ لیکن اگر اس کے اشعار خاص طور پر وہ اشعار جو کسی کی پیروی میں نہیں ہیں، ان کا بغور مطالعہ

کریں تو ان میں سبک ہندی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جس کی اہم ترین وجوہات میں سے معاشرتی ماحول، ایران سے دوری اور فارسی زبان کا خاص نہ ہونا شامل ہیں۔

عہد حاضر کے بہت بڑے شاعر، دانشور، محقق اور تہران یونیورسٹی کے مایہ ناز استاد ڈاکٹر محمد رضا شفیعی کدکنی سبکِ ہندی کے آغاز کے بارے یوں لکھتے ہیں:

یہ اختلاف عہد حاضر کے سبھی سبکِ شناسوں میں نظر آتے ہیں۔ ایک کہتا ہے سبک ہندی خاقانی سے شروع ہوتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ یہ بابا فغانی شیرازی سے شروع ہوتا ہے اور تیسرا کہتا ہے کہ رودکی سے شروع ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ معلومات نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سبھی نظریات ادبی متون سے بخوبی واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے سامنے آئے ہیں۔ اگر انہی کے نظریات پر چلتے ہوئے مزید بحث کی جائے تو ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی سبکِ ہندی کے بانی تھے(۳)

خصوصیات(۴)

(۱) تشبیہ، استعارہ اور کنایہ فارسی شاعری کے قدیم ترین ارکان ہیں۔ لیکن اُن میں ہر صدی میں تبدیلیاں آتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ تبدیلیاں سبکِ ہندی کی غزل تک آ پہنچیں۔ ان میں سے اہم ترین تبدیلیاں الفاظ اور کلمات کی ہیں۔ سبکِ ہندی کے شعرا کی تشبیہات اور کنایات کی اساس تازگی اور تنوع پر ہے۔

(۲) تشخیص (Personification) یعنی کسی بے جان چیز کو انسانی صفت دینا اور یہ سبک ہندی کی غزل کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے۔

عشق از طلبِ صحبتِ رضوان بود آزاد
زهد است که دستِ هوسش در کمرِ اوست
(کلیات عرفی شیرازی، ج۱، ص ۳۶۵)

(۳) کسی شعر میں ارتباط اور لفظی تناسبات نمایاں فنی خصوصیات میں سے ہوتی ہیں اور

مراعات النظیر اس سبک کی غزل کی اہم خصوصیات میں شمار ہوتی ہیں۔

دانۂ قابلِ نه مزرعِ سبز فلکی نیستی برگ ، چه از باد خزان می لرزی

(دیوان صائب تبریزی، ج ۶، ص ۳۲۲۴)

(۴) ایہام تقریباً سبھی زبانوں کی شاعری کی مروجہ صنعتوں میں سے ہے اور سبکِ ہندی کی غزل میں ایہام زیادہ تر دوافاہیم کی اساس پر یعنی فعل اور تراکیب فعل پر ہے، مثلاً در برم پوشیدن (لباس پہننا) اور چشم پوشیدن (صرف نظر کرنا)

در محیطِ حادثاتِ دهرمانندِ حباب

چشم پوشیدن لباسِ عافیت شد در برم

(دیوان مولانا بیدل دہلوی، ص ۹۵۰)

(۵) اسلوب معادلہ سے مراد تمثیل نگاری ہے جس کے دونوں مصرعوں میں کوئی حرفی یا معنوی ربط نہ ہو یعنی کسی شعر کے ایک مصرع میں کوئی بات کی گئی ہو اور اس کے دوسرے مصرع میں اس کی دلیل کے لئے مثال دی گئی ہو۔ یہ سبکِ ہندی میں نمایاں نظر آتی ہے۔

روشن دلان خوش آمدِ شاهان نگفته اند

آیینه عیب پوشِ سکندر نمی شود

(دیوان کلیم کاشانی، ص ۴۴۰)

(۶) حس آمیزی، یعنی دوحسوں کا ملاپ، یہ مغلیہ عہد کے آغاز کی غزل میں کم دکھائی دیتی ہے لیکن مغلیہ دور کے اواخر میں اس کا استعمال زیادہ ہے۔

زبانِ تیغِ او شیرین ادایی کرد در کام

به عنوانی که بی تابانه بوسیدم دهانش را

(کلیات اشعار ملک الشعرا، طالب آملی، ص ۲۱۹)

(۷) تناقض، یہ صفت فارسی شاعری میں سنائی سے شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ اس کا استعمال بڑھتا گیا اور یہ بالخصوص سبک ہندی کی غزل میں نمایاں ہے۔

چون سمندر غوطه در دریای آتش خورده ایم
تا زروی آتشینِ او نقاب افکنده ایم

(دیوان صائب تبریزی، ج ۵، ص ۲۶۳۷)

(۸) تلمیح، جس سے مراد کسی داستان یا مشہور و معروف واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی سبکِ ہندی کے شعرا کے ہاں نمایاں ہے۔

ہزاران کوہِ معنی کندم و گوہر بر آوردم
بہ سہو آخر صدای تیشۂ زین کوھکن بشنو

(کلیات اشعار ملک الشعراء طالب آملی، ص ۸۳۳)

(۹) تجرید بھی سبکِ ہندی کی اہم خصوصیات میں شمار ہوتی ہے اور یہ بیدل دہلوی کے ہاں بکثرت ہے۔

گر بہ تسلیم وفا پافشرد طاقتِ عجز
بادہ از خون رگِ سنگِ کند شیشۂ ما

(دیوان مولانا بیدل دہلوی، ص ۱۲۳)

(۱۰) اغراق، یہ سبک ہندی کے شعرا کے ہاں بہت نمایاں ہے۔

گر کامِ دل ز گریہ میسر شود ز دوست
صد سال می توان بہ تمنا گریستن

(کلیات عرفی شیرازی، ج ۱، ص ۹۱ ۷)

(۱۱) معما پردازی، صفوی دور کے اکثر شعرا ''معما'' کہنے میں مصروف تھے اور کچھ شعرا نے معمائی کے نام سے شہرت حاصل کی، مثلاً شہاب معمائی، نظام معمائی اور رفیعی معمائی وغیرہ۔

(۱۲) وابستہ ھای خاص عددی، یہ بھی سبکِ ہندی کی غزل کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے۔

با عقل گشتم هم سفر یك کوچه راه از بیکسی
شد ریشه ریشه دامنم از خارِ استدلالها

(دیوان صائب تبریزی، ج ۱، ص ۴۱۵)

(۱۳) تکرار قافیہ بھی اس سبکِ کے شعراء میں نمایاں ہے۔

(۱۴) سبک ہندی کی اہم ترین خصوصیات مشکل پسندی اور دور از ذہن افکار ہیں۔ قدیم شعراء کی شاعری میں آسان اور سادہ مضامین نظر آتے ہیں۔ لیکن سبک ہندی کی غزل میں ابہام زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

(۱۵) اس سبک کے شعرا نے اپنی تمام تر توجہ تازہ گوئی اور مضمون آفرینی کی طرف مبذول کی ہوئی ہے جس کی بنا پر یہ سبک دوسرے اسالیب سے نمایاں ہے۔

عشرتِ ما معنی نازک به دست آوردن است
عیدِ ما نازک خیالان را هلال این است و بس

(دیوان صائب تبریزی، ج۵، ص۲۳۳۴)

(۱۶) سبک ہندی کی غزل کے پیرو شعرا نے دقیق مضامین کے علاوہ بے شمار مطالب کو ایک شعر میں سمویا ہے، جسے بلاغت کہتے ہیں۔

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش
آن هم کلیم با تو بگویم چسان گذشت
یك روز صرف بستن دل شد به این وآن
روزِ دگر به کندنِ دل از این وآن گذشت

(دیوان کلیم کاشانی، ص ۲۴۸)

(۱۷) خاص تراکیب، نئی تراکیب کا استعمال اس سبک کی غزل کے امتیازات میں سے ہے۔

یك ز بانم من و نمی گویم
سخنی راکه پُشت و رو دارد

(دیوان کلیم کاشانی، ص۳۸۳)

(۱۸) یاس و قنوطیت، سبک ہندی کی غزل میں یاس اور نا امیدی کا اظہار بہت پایا جاتا ہے اور یہ یورپ کی رومانوی شاعری سے زیادہ مشابہ ہے۔ رومانوی شاعری میں بھی یاس، شکست، ناکامی اور رنج بہت زیادہ نظر آتا ہے۔

اگر به نشوو نما یابی رسیده ایم این است
که خار پای دوانیده ریشه تا جگرم

(دیوان کلیم کاشانی، ص ۵۱۳)

(۱۹) سبک ہندی کے شعرا کے ہاں زندگی کے بارے احساسات و عواطف کا بیان نمایاں نظر آتا ہے۔

(۲۰) خیال بندی، اس سبک کے اکثر شعراء کے ہاں زندگی اور مظاہر زندگی کے ساتھ ذہنی روابط نظر آتے ہیں اور ان کی شاعری میں دعوا ہے کہ ان کی فکر اور سوچ قوی اور مضبوط ہیں اس طرز میں جلال اسیر، کلیم کاشانی، صائب تبریزی، بیدل دہلوی اور ناصر علی سرہندی بہت شہرت رکھتے ہیں۔

فکرِ صیدِ خلق دارند زهدانِ گوشه گیر
خاکساری پردهٔ تزویر باشد دام را

(دیوان صائب تبریزی، ج ۱، ص ۲۰)

(۲۱) اس سبک کی غزل میں برائی، سودخوری، حرص اور لالچ کی سرزنش بہت نظر آتی ہے۔

گر به قسمت قانعی، بیش و کمِ دنیا یکی است
تشنه چون یك جرعه خواهد کوزه و دریا یکی است

(دیوان کلیم کاشانی، ص ۲۷۸)

(۲۲) سبک ہندی کے شعرا ظاہر پرست ملا کو معاشرتی فساد کا باعث قرار دیتے ہیں اور نیشدار باتوں سے مذاق کرتے ہیں۔

دانۂ بسیار درکار است بهرِ صیدِ خلق
حق به دستِ زاهد است از سبحه را صد دانه ساخت

(دیوان کلیم کاشانی، ص ۲۷)

(۲۳) اس سبک کے شعرا وحدت اور ترک تعصب کا بھی درس دیتے ہیں۔

(۲۴) اس سبک کے شعرا لوگوں کو فعالیت، سچائی، وفاداری اور جوانمردی کا درس دیتے ہیں۔

از ورطه میندیش که تا از کفِ اخلاص
دامانِ توکل بوده امید نجات است

(کلیات اشعار طالب آملی، ص ۳۴۰)

(۲۵) سبک ہندی کی غزل میں بالائی طبقے کے مظالم اور بے اعتنائی کے مضامین بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔

در سر، هوس افسر جمشد نداریم
ارزانی ما باد کلاهٔ نمدِ ما

(کلیات اشعار طالب آملی، ص ۲۲۵)

(۲۶) اس سبک میں اعلیٰ حکام اور مسند نشینوں کی بے انصافی کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

دولتِ سنگدلان را نبود استقرار
سیل از کوه به تعجیل روان می گردد

(دیوان صائب تبریزی، ج ۴، ص ۱۵۹۰)

(۲۷) سبک ہندی کے شعرا نے آیات اور احادیث سے دوری اختیار کی ہوئی ہے۔

☆☆☆

حواشی:

(۱) سبک سخنوری فارسی عصر صفوی راچہ بنامیم، دکتر غلام رضا شودہ، ناموارۂ دکتر افشار، ج۱، صص ۲۰۹-۲۲۴

(۲) محمد طالب آملی، شرح حال و آثار او، پایان نامۂ دورۂ دکتری محمد مرسلین، ص۴

(۳) شاعر آیینہ ھا، دکتر محمد رضا شفیعی کدکنی، ص۴۰

(۴) تحول شعر فارسی، زین العابدین موتمن، ص ۳۵۹؛ سبک ادبی صائب، پایان نامۂ دورۂ دکتری محمد مجدی، ص ۵۴؛ شعر العجم، شبلی نعمانی، ج۳، صص ۱۷-۲۲؛ تاریخ ادبیات در ایران، ذبیح اللہ صفا، صص ۵۲۱-۵۷۵، سبک ھندی و کلیم کاشانی، شمس لنگرودی، صص ۵۴-۹۷؛ شاعر آیینہ ھا، محمد رضا شفیعی کدکنی، صص ۳۷-۷۲؛ موج اجتماعی سبک ھندی، غلام فاروق فلاح، صص ۳۹-۱۶۳؛ دیوان ابو طالب کلیم ھمدانی؛ دیوان صائب تبریزی؛ کلیات عرفی شیرازی؛ کلیات اشعار ملک الشعراء طالب آملی؛ کلیات دیوان بیدل دہلوی۔

☆☆☆

منابع و مآخذ

☆ تاریخ ادبیات در ایران، ذبیح اللہ صفا؛ انتشارات فردوس، تھران، ۱۳۷۳ش

☆ تحول شعر فارسی، زین العابدین موتمن، کتابخانہ طھوری، تھران، ۱۳۷۱ش

☆ دیوان ابو طالب کلیم ھمدانی، مقدمہ تصحیح و تعلیقات محمد قھرمان؛ انتشارات آستان قدس رضوی، مشھد، ۱۳۷۵ش

☆ دیوان صائب تبریزی، بہ کوشش محمد قھرمان؛ شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، تھران، ۱۳۷۰ش

☆ سبک ادبی صائب؛ باتوجہ بہ ترکیبات تشبیھی، پایان نامۂ دورہ دکتری محمد مجدی؛ کتابخانۂ دانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تھران، ۱۳۵۳ش

☆ سبک سخنوری فارسی عصر صفوی راچہ بنامیم، دکتر غلام رضا ستودہ، ناموارۂ دکتر محمود افشار بہ کوشش ایرج افشار باھمکاری کریم اصفھانیان، ج۱، تھران، ۱۳۵۴ش

☆ سبک ھندی و کلیم کاشانی (گرد باد شور جنون)، شمس لنگرودی، نشر مرکز، تھران، ۱۳۷۲ش

☆ شاعر آئینہ ھا، محمد رضا شفیعی کدکنی، انتشارات آگاہ، تھران، ۱۳۷۳ش

☆ شعر العجم، علامہ شبلی نعمانی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، پاکستان

☆ کلیات عرفی شیرازی، بہ کوشش و تصحیح پروفیسر دکتر ولی الحق انصاری، انتشارات دانشگاہ تھران، تھران ۱۳۷۸ش

☆ کلیات اشعار ملک الشعراء طالب آملی، بہ اہتمام و تصحیح و تحشیہ طاھری شھاب، کتابخانہ سنائی، تھران

☆ کلیات دیوان مولانا بیدل دھلوی، با تصحیح خال محمد خستہ، خلیل اللہ خلیلی، با اھتمام حسین آھی، انتشارات مروی، ۱۳۶۶ش

☆ محمد طالب آملی، شرح حال و سبک اشعار و آثار او، پایان نامۂ دورۂ دکتری محمد مرسلین، کتابخانہ دانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تھران، ۱۳۳۸ش

☆ موج اجتماعی سبک ھندی، استاد غلام فاروق فلاح، انتشارات ترانہ، مشھد، ۱۳۶۹ش